وسیلہ کے بارے میں عقیدۂ اہلسنّت



علامہ محمد ظفر عطاری



ناشر: مکتبہ کنز الایمان تحصیل بازار اندرون بھاٹی گیٹ لاہور

آج لے اُن کی پناہ آج مدد مانگ اُن سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

وسیلہ
کے بارے میں
عقیدہ اہلسنّت

مصنّف

علامہ محمد ظفر کندی عطّاری

مکتبہ کنز الایمان تحصیل بازار اندرون بھاٹی گیٹ لاہور

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

نام کتاب: وسیلہ کے بارے میں عقیدۂ اہلسنّت

مصنّف: علامہ محمد ظفر کندی عطّاری

بااہتمام: محمد اختر اللہ عطّاری

پروف ریڈنگ: علامہ محمد اصغر عطّاری

ہدیہ: 14/-

سن اشاعت: باراوّل 6 اگست بروز پیر

ملنے کا پتہ

جامع مسجد غوثیہ تحصیل بازار اندرون بھاٹی گیٹ لاہور
فون: 7640625

برائے مدینہ علامہ صاحب کے نام یا مکتبہ کنز الایمان کے نام پر لیٹر بھی اسی پتہ پر ارسال فرمائیں۔ شکریہ، بعرض ناشر

عقیدہ اھلسُنَّت و الجماعت

ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء کرام علیہم السلام و بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ الله کا وسیلہ پیش کرنا جائز و مستحسن ہے۔

اب اس توسل کا تعلق چاہے انبیاء کرام عَلَيهِمُ السَّلام و بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ الله کی حیاتِ ظاہری کے ساتھ ہو یا انکی وفات کے بعد دونوں صورتوں میں وسیلہ پیش کرنا جائز ہے۔

اسکے بارے میں قرآن کریم احادیث مبارکہ اور بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ الله کے نظریات گواہ ہیں۔

توسل کے ثبوت سے پہلے اسکی حقیقت کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے

وسیلہ کی حقیقت

توسّل دعا کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے اور توجہ الیٰ اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے) کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ مقصود اصلی حقیقی وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ذاتِ اقدس ہوتی ہے اور جسکو وسیلہ بنایا جاتا ہے وہ تو ایک واسطہ ہی ہوتا ہے اور تقرب الیٰ اللہ کا ذریعہ ہوتا ہے۔

متوسل (وسیلہ پکڑنے والا) جس واسطہ کو بھی وسیلہ بناتا ہے وہ صرف اس وجہ سے بناتا ہے کہ اس بندہ کو اس سے محبت ہے اور یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ سبحانہ بھی اس واسطہ کو محبوب رکھتا ہے۔

وسیلہ اختیار کرنے والے اگر یہ اعتقاد کرکے وسیلہ کریں کہ جس کو وسیلہ بنایا ہے وہ بذات خود وسیلہ بھی نفع و نقصان کرسکتا ہے اللہ تعالیٰ کی مثل تو وہ متوسل (وسیلہ بنانے والا) مشرک ہو جائے گا۔ (اصلاح مفاہیم)

قرآن پاک سے وسیلہ کا ثبوت
اپنے رب عزوجل کی طرف وسیلہ تلاش کرو

یاایها الذین اٰمنو اتقوالله و ابتغو االیه الوسیلة
(پارہ ۶ سورہ مائدہ آیت ۳۵)

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اسکی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔
تشریح: اس آیہ کریمہ میں خود ربّ تعالیٰ اپنے بندوں کو وسیلہ ڈھونڈنے کا حکم ارشاد فرمارہا ہے۔

ہمارے محبوب ﷺ کو ہماری بارگاہ کے لیے وسیلہ بناؤ

ولو انّهم اذ ظلموا انفسهم جائوك فاستغفر والله و استغفر لهمالرسول لوجدوالله توّابا رحیما (پارہ ۵ سورہ نساء آیت ۶۴)

ترجمہ کنز الایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب ﷺ تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ﷺ انکی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔
تشریح: اس آیت کریمہ کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا نعیم الدین مرادآبادی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

''اس سے معلوم ہوا کہ بارگاہ الٰہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ اور آپ ﷺ کی شفاعت کا ہر برآری کا ذریعہ ہے سیّد عالم ﷺ کی وفات شریف کے بعد ایک اعرابی روضۂ اقدس پر حاضر ہوا اور روضہ شریف کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا یارسول اللہ ﷺ جو آپ ﷺ نے فرمایا ہم

نے سنا اور جو آپ ﷺ پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے "ولو انهم اذ ظلموا" میں نے بیشک اپنی جان پر ظلم کیا اور میں آپ ﷺ کے حضور میں اللہ سے اپنے گناہ کی بخشش چاہنے حاضر ہوں تو میرے ربّ سے میرے گناہ کی بخشش کرایئے اس پر قبر شریف سے نداء آئی کہ تیری بخشش کی گئی۔

اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض حاجت کیلئے اس کے مقبولان کو وسیلہ بنانا ذریعہء کامیابی ہے

کافروں نے بھی آپ ﷺ کو وسیلہ بنایا

وکانو امن قبل یستفتحون علی الذین کفروا (پارہ ۱ سورہ بقرہ آیت ۸۹)

ترجمہ کنز الایمان: اور اس سے پہلے وہ اسی نبی ﷺ کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔

تشریح: اس آیت کریمہ کا شان نزول بیان فرماتے ہیں مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"سیّد الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت اور قرآن کریم کے نزول سے قبل یہود اپنی حاجات کیلئے حضور ﷺ کے نام پاک کے وسیلہ سے دعا کرتے اور کامیاب ہوتے تھے اور اسطرح دعا کیا کرتے تھے "اللّٰھم افتح علینا و انصرنا بالنّبی الامّی "یا ربّ عزوجل ہمیں نبی اُمّی ﷺ کے صدقہ میں فتح ونصرت عطا فرما۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقبولان حق کے وسیلہ سے دعا قبول ہوتی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ سے قبل جہان میں حضور ﷺ کی تشریف آوری کا شہرہ تھا اس وقت بھی حضور ﷺ کے وسیلہ سے خلق کی حاجت روائی ہوتی تھی۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں وسیلہ پیش کرنا صالحین کا طریقہ ہے

اولٰئك الذّين يدعون يتبعون الى ربهم الوسيلة ايهم اقرب

(پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل آیت ۵۷)

ترجمہ کنزالایمان: وہ مقبول بندے جنھیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے۔

تشریح: اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے جن کی کفار پوجا کرتے تھے مثلاً حضرت عیسیٰ حضرت عزیز علیہما السلام یہ خود ایک دوسرے کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجائیں کرتے تھے۔ ثابت ہوا کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں نیک لوگوں کا وسیلہ پیش کرنا مقربین کا طریقہ ہے۔

احادیث مبارکہ سے وسیلہ کا ثبوت

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے بارش نازل ہوگئی

ان عمر بن الخطاب رضی اللّٰه تعالیٰ عنه كان اذا قحطوا استسقى بالعباس بن عبدالمطلب رضه اللّٰه تعالیٰ عنه فقال اللّٰهم انّا كنّا نتوسّل اليك نبيّنا صلى اللّٰه تعالیٰ عليه وآله وسلم فتسقينا و انّا نتوسّل اليك بعمّ نبيّنا فا سقنا قال فيسقون

(بخاری شریف ج اص ۱۳۷)

ترجمہ: بے شک حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قحط کے زمانہ میں ہجرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے وسیلہ سے دعا مانگتے اور عرض کرتے ہم تیری طرف اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ بناتے تھے تو تو سیراب فرما دیتا تھا۔ اب ہم تیری بارگاہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا (حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو وسیلہ بناتے ہیں تو ہمیں سیراب فرما دے۔ تو راوی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سیراب (یعنی بارش نازل) فرما دیتا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم لمّا اقترف آدم الخطیئة قال یاربّ اسئالك بحق محمّد لما غفرت لی فقال اللّٰہ یا آدم وکیف عبرفت محمّد اولم اخلقہ‘قال یاربّ لانّك لمّا خلقیتنی بیدك و نفخت فییّ من روجك رفعت راء سی فراء یتٗ علی قوائم العرش مکتوبالااله اللّٰہ محمّد رّسول اللّٰہ فعلمت انّك لم تفف الیٰ اسمك الاّ احبّ الخلق الیك فقال اللّٰہ صدقت یا آدم انّہ‘ لاحبّ الخلق الیّ ادعنی بحقّہٖ فقد غفرت لك ولولا محمّد ماخلقتك۔ (المستدرک، خصائص کبریٰ، مواہب الدنیا، شفاء السقام، الوفا، البدایہ)

ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی اے میرے ربّ عزوجل میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے تجھ سے معافی کا طلب گار ہوں تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے آدم تو نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کیسے جانا حالانکہ میں نے انہیں پیدا بھی نہیں کیا تو آپ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے ربّ عزوجل جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور میرے اندر روح ڈالی تو میں نے اپنا سر اٹھایا اور عرش کے پائیوں پر ''لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ'' صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھا ہوا دیکھا تو میں نے جان لیا کہ جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ جوڑا ہے یقیناً مخلوقات میں سے تمھیں زیادہ عزیز ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم علیہ اسلام تو نے سچ کہا بیشک وہ (یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) مجھے مخلوقات میں سے سب سے زیادہ پیارے ہیں تم نے اسی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مجھے پکارا پس میں نے تمھیں معاف فرمادیا اور اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔

قبر انور کے وسیلہ سے بارش نازل ہوئی

اوس ابن عبداللّٰہ قال قحط اہل المدینۃ قحطا شدیدا فشکواالی عائشۃ فقالت انظر واقبر النّبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فاجعلوامنہ کوّا ابی السماء حتّٰی لایکون بینہ' وبین السّماء سقف قال ففعلوا فمطرنا مطرا حتّٰی نبت العشب و سمنت الابل
(باب الکرامات، مشکوٰۃ شریف) (سنن دارمی ج ا ص ۴۳)

ترجمہ: حضرت اویس بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب اھل مدینہ شدید قحط میں مبتلا ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے اسکی شکایت کی تو آپ رضی الہ عنھا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرانور کی طرف نظر کرو۔ اور آپکی قبرانور میں سے ایک کھڑکی اس طرح کھولو کہ آپ سے لیکر آسمان تک کوئی چیز درمیان میں حائل نہ ہو۔ لوگوں نے جب اس طرح کیا تو خوب بارش برسی یہاں تک کہ خوب سبزہ اگا اوراونٹ خوب موٹے تازے ہوگئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے شیر بھی خادم بن گیا

یـا ابـا اطـاث انـا مولیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کـان مـن امری کیت و کیت فـاقبـل الاسد لہ، بصبصۃ حتـیٰ اقـام الیٰ جنبہ کلّما سمع صوتا اھوٰی الیہ ثمّہ اقبل یمشی الی جنبہ حتّٰی بلغ الحبیش ثمۃ (مشکوٰۃ شریف باب الکرامات)

ترجمہ: (حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ ایک جنگ میں قید سے بھاگ نکلے کہ اچانک آپکے راستے میں ایک شیر آگیا تو آپ نے شیر سے فرمایا)

اے شیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم ہوں۔ اور میرے ساتھ ایسا ایسا ہوا ہے۔ (یعنی آپ نے اپنی قید اور اس سے فرار کا واقعہ بیان کیا) تو شیر آپکے قریب آیا اور آپکے ساتھ ساتھ چل پڑا۔ اور جب کہیں سے کوئی آواز سنتا تو فوراً اسطرف چل پڑتا اور پھر حضرت سفینہ کے پاس آجاتا۔ اور پھر آپکے ساتھ چل پڑتا۔ حتیٰ کہ آپ

اپنے لشکر میں پہنچ گئے اور شیر واپس لوٹ گیا۔

یہودیوں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کیا

اللّٰھم انّا نسئلک بحقّ النبیّ الامیّ الزّی وعدتّنا ان تخرجہ لنا فی آخر الزّمان ان تنصر نا علیھم۔

(تفسیر قرطبی ج ۲۔ص ۲۷۔۲۸)

ترجمہ: (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب یہودیوں کی قبیلۂ غطفان سے لڑائی ہوئی تو انھوں نے اس طرح دعا کی)۔
اے اللہ ہم تجھ سے اس نبی امی جو آخری زمانہ میں مبعوث ہوں گے جیسا کہ تو نے وعدہ کیا ہے۔ کے وسیلہ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں ان پر (یعنی قبیلہ غطفان پر) ہماری مدد فرما۔

رسول اللہ نے خود کو وسیلہ بنایا

اللہ الزی یحی و یمیت و ھو حییّ لا یموت اغفر لا میّ فاطمتہ بنت اسد و لقّنھا حجّتھا و و سّع علیھا مد خلھا بحقّ نبیّك والا نبیاء الّذین من قبلی فانّك ارحم الراحمین

(مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۵۷)

ترجمہ: (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت اسد کے انتقال کے وقت دورانِ دفن حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اسطرح دعا کی)
اے اللہ عز وجل جو زندگی اور موت دیتا ہے۔ اور وہ اللہ زندہ ہے اسکو موت نہیں میری ماں یعنی فاطمہ بنت اسد کی مغفرت فرما انھیں دوران سوالات، جوابات تلقین فرما اور ان کی قبر کو وسیع فرما۔ اپنے نبی اور دیگر انبیاء جو مجھ سے پہلے گزرے کے وسیلہ سے بیشک تو ارحم الرحمین ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے آنکھیں مل گئیں

انّ رجلا فریرا البصر اتی النّبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وآله وسلم فقال ادع اللّٰه ان یعافینی فقال ان شئت دعوت وان شئت صبرت فهو خیر لّك قال فادعهٔ قال فامره ان یتو ضّیاء فیحسن وضوءهٔ و یصّلی رکعتین ویدعو بها الدعاء اللّهمّ انّی اساء لك و اتوجهٔ الیك بنبیّك محمد صلّی اللّٰه تعالیٰ علیه واله وسلم نبّی الرحمة یا محمد انّی اتوجهٔ بك الٰی ربّی فی حاجتی هٰذهٖ فیقضیها اللّهم شفّعهٔ فّی فضعل الرجل فقام و قدابصر

(خصائص کبریٰ ج2 ص201) (ترمذی شریف ج2 ص197)

ترجمہ: ایک نابینا شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا پس اس نے عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ مجھے آنکھیں مل جائیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے شخص اگر تو چاہے تو میں تیرے حق میں دعا کروں اور اگر چاہے تو تو اس پر صبر کر کیونکہ یہ تیرے لیے بہتر ہے۔

اس نے عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرما دیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا کہ وضو کرو اور دو رکعت نماز (نفل) ادا کرو۔ اور پھر یہ دعا کرو

''اے اللہ عزوجل میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے اپنے ربّ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی اس حاجت (یعنی بینائی کے حصول) کے لیے متوجہ ہوتا ہوں پس میری اس حاجت کو پورا فرما۔ اے اللہ عزوجل میرے حق میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کو قبول فرما''

اس شخص نے جب اسطرح کیا اور دعا کیلئے کھڑا ہوا تو آنکھ والا ہو گیا (یعنی اسے بینائی حاصل ہو گئی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود وسیلہ کی تلقین فرمائی

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم من خرج من بیته انی الصّلاة فقال اللّٰهم انی اسئلك بحق اسائلین علیك واسئلك بحق ممشای هذا فانی لم اخرج اشرا ولا بطرا و لا ریاء ولا سمعة و خرجت اتقاء سخطك و ابتغاء مرضا تك فاسئلك ان تصینرنی من النار وان تغفرلی ذنوبی انه لا یغفر الذنوب الا انت اقبل اللّٰہ علیه بوجهه و استغفرله سبعون الف ملك

(سنن ابن ماجہ ص 56)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص نماز ادا کرنے کیلئے اپنے گھر سے نکلا اور اسطرح دعا کی کہ اے اللہ تجھ پر سائلین کا جو حق ہے میں اس حق کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں اور میرے نماز کیلئے جانے کا جو حق ہے اس کے وسیلہ سے تیری بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کیونکہ میں بغیر اُڑنے، اترانے، دکھانے اور منانے کے بغیر فقط تیری ناراضگی کے خوف اور تیری رضا حاصل کرنے کیلئے نکلا ہوں اور میں تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے جہنم سے پناہ عطا فرما اور میری خطا کو معاف فرما دے اور بے شک تیرے بغیر گناہ کی بخشش کسی کے پاس نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کی طرف نظر کرم فرمائے گا اور ستر ہزار ملائکہ اس بندے کیلئے مغفرت کی دعا کریں گے (جو شخص یہ دعا پڑھے گا)

بزرگان دین رحمہم اللہ کے عقائد

حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

اذا سئا لتمہ اللّٰہ حاجۃ فا سئلوہٗ بی (بہجۃ الاسرار ص23)

ترجمہ: (حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں) کہ جب تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی سوال کرو (یعنی حاجت طلب کرو) تو میرے وسیلے سے طلب کرو۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

انت الذّی لماّ توسّل بك آدم۔

من زلّۃ فاز و ھو ابو کا (قصیدہ نعمان)

ترجمہ: (امام اعظم رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔) آپ صلی اللہ علہ وسلم ہی وہ ذات ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کو وسیلہ بنایا تو انھیں کامیابی حاصل ہوئی۔ حالانکہ وہ آپکے باپ تھے۔

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

یا ابا عبد اللّٰہ استقبل القبلۃ وادعوام استقبل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لم تعرف و جھك عنہ، و ھو و سیلتك و وسیلۃ ابیك اٰدم علیہ السلام الی اللّٰہ بل استقبلہ، واستشفع بہٖ فیشفعہ، اللّٰہ (شفاء شریف ج۲ص۳۳)

ترجمہ: (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے دوران خلیفہ ابو جعفر منصور نے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا) اے ابو عبد اللہ میں قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا مانگو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منہ کروں تو آپ (یعنی امام مالک رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ تم کیسے حضور علیہ السلام سے اپنا چہرہ پھیر سکتے ہو حالانکہ آپ علیہ السلام تو آپکے اور آپکے باپ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے بھی اللہ کی بارگاہ کے وسیلہ ہیں۔ چنانچہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منہ کر کے دعا مانگو۔ اور آپ سے شفاعت طلب کرو اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت قبول فرمائے گا۔

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

انّ الا مـام الشـا فـعـیّ رضـی الله تعالیٰ عنه فی ایاّم هو بغداد کـان یتـوسّـل بـالا مـان ابی حنیفة رضی الله تعالیٰ عنه یحئی الـی فـریـحہ بزور فیسلّمه علیه ثمة یتو سّل الی الله فی قضا ء حاجتہ (تاریخ خطیب بغدادی ج۔ا۔ص۱۲۳)

ترجمہ: (خطیب بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں) کہ بے شک امام شافعی رضی اللہ عنہ جب بغداد میں تشریف لاتے تو امام ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کا وسیلہ حاصل کرتے آپ کی قبر انور پر حاضری دیتے اور قبر کی زیارت کرتے اور آپکو سلام کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی حاجات کے لیے امام اعظم کا وسیلہ پیش کرتے۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

تـوسّـل الا مـام احـمـد بـن حـنبل بالا مام الشافعّی رضی اللّٰه تعالیٰ عنه حتیّٰ تعّجب ابنه، عبداللّٰه بن امام آحمد بن حنبل من ذٰلك فـقـال الامـام آحـمـد انّ الشـافـعـیّ کا نشمس للناس و کا لعافیة للبدن

(شواھد الحق ص۱۶۶)

ترجمہ: امام آحمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کو اپنا وسیلہ بنایا تو امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی الہ عنہ نے حیرانگی کا اظہار کیا۔ تو امام آحمد بن حنبل نے صاحبزادے کو فرمایا کہ امام شافعی کی ہستی لوگوں کیلئے تندرستی کی مثل ہے۔

حضرت عبید اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

العبد المتوسّل الی الله تعالیٰ با قوٰی الزر یعة

(شرح وقایہ)

ترجمہ: یہ بندہ (یعنی خود عبید اللہ بن مسعود) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قوی ذریعہ (یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کا وسیلہ پیش کرتا ہے۔

ملا علی قاری کا عقیدہ

بناء علی ما وعدتهم من الاجابة وكانه سئل الله تعالىٰ متوسّد بحقوق الله على مخلوقاته و بحقوق السائلين عليه تعالىٰ و الظاهر ان حق الله هو هو اطاعته و ثناء ه و العمل با وامره والنهى عن زواجره و حق العباد على الله ثوابهم الزى و دعهم به فانه واجب الا نجاز ثابت الوقوع لوعده الحق و اخباره الصدق۔ (الحرز الثمین ص۱۷۶)(ماخوذ شرح مسلم)

ترجمہ: سوال کرنے والے کا اللہ پر اس لئے حق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے انکی دعا قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے گویا کہ بندے نے اللہ تعالیٰ سے بندوں پر اس کے حق کے وسیلہ سے اور سائلین کا اللہ پر جو حق ہے اس کے وسیلہ سے سوال کیا۔ اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ بندے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں۔ اس کی حمد وثناء کریں، اسکے احکام پر عمل کریں اور اسکی منع کی ہوئی چیزوں سے رکیں اور بندوں کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ اپنے وعدہ کے مطابق انکو ثواب عطا کرے کیونکہ اسکے وعدہ کا پورا ہونا واجب ہے۔ کہ اسکا وعدہ حق ہے اور اس کی خبر صادق ہے۔

امام جزری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

اسئلك بنور وجهك الزى اشرفت له، السمٰوٰت والارض و بكل حق هو لك و بحق السائلين عليك (حصن حصین مع تحفۃ الزاکرین ص۶۸)

ترجمہ: (اے میرے رب عزوجل) میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری ذاتِ بے نیاز

کے اس نور کے وسیلہ سے جس نور کی وجہ سے آسمان اور زمین منور و مشرف ہیں۔ اور سوال کرتا ہوں تیرے ہر حق کے وسیلہ سے اور سائل کے اس حق کے وسیلہ سے جو تجھ پر ہے۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔

ویتوسل الی اللّٰہ بانبیانہٖ والصالحین۔

(حصن حصین ص ۳۴)

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رجوع کرنے والا) اللہ تعالیٰ سے انبیاء کرام اور نیک لوگوں کا وسیلہ پیش کرے۔

امام ابن ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

ویسئل اللّٰہ حاجتہ، متوسّلا الی اللّٰہ بحفرۃ نبیّہ ثمہ یسئال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم الشفاعۃ فیقول یا رسول الہ اسْلک الشفاعۃ یا رسول اللّٰہ اسئلک الشفاعۃ واتوسّل بک الی اللّٰہ۔

(فتح القدیر۔ ج۔۳ ص ۹۵)

ترجمہ: امام ابن ہمام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرنے کا طریقہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے سوال کرے اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت طلب کرتے ہوئے یوں کہے۔ یا رسول اللہ میں آپکی شفاعت کا طلب گار ہوں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپکو وسیلہ بناتا ہوں۔

علامہ آلوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

انالا اری باسافی التوسّل الی اللّٰہ تعالیٰ بجاہ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم حیا و میتا۔ (روح المعانی ج ٦۔ ص ۱۲۸)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اور وصال میں آپکو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بنانا میرے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں۔

عبدالحق محدث دهلوی رضی الله تعالیٰ عنه کا عقیده

ولیت شعری چه مے خواند الشان با ستمد ادو امدا د جی این فرقه منکر اند آند آنرا آنچه مافے فمیم ازآں اینست که داعی محتاج فقیر الی الله دعامے اند و طلب مے کند حاجت خودارا ازجناب عشت و عتارے و توسل پے کندو طلب مے کند حاجت خودرا از جناب عزت و عتادے و توسل بے کند بروحنیت ایں بنده مقرب و مکرم در درگاه عزت وے ومے گوید خداوند ا ببرکت ایں بنده توکه رحمت کردئه بروے و اکرام کردئم اور اوبلطف و کرمے که بوے داری برآورده گردان حاجت مراکه تو معطی کریمی یا ندامے کند ایں بنده مکرم و مقرب راکه اے بنده خدا اے ولی وے شفاعت کن مرا و نجوا ه ازخداکه بر ہر مسئول و مطلوب مراوقضا کند حاجت مرا پس معطی و مسئول و مامول پر وردگار است تعالیٰ و تقدس و نیست ایں بنده درمیان مگر وسیله و نیست و قادر و فاعل و متعرف در و جود مگر حق سبحانه، و اولیء خدافانی و بالك اند درفعل الٰہی و قدفت و سطوت وے و نیست ایشاں رافعل و قدرت و تعرف ونه اکنوں که در قبور اند و نذ ور آں ہنگام که زنده بود در دنیا۔ (ماخوذ شرح مسلم) (اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۴۰۱۔۴۰۲)

ترجمہ: کاش میری عقل ان لوگوں کے پاس ہوتی جو لوگ اولیاء اللہ سے استمد اد اور انکی امداد کا انکار کرتے ہیں یہ اسکا کیا مطلب سمجھتے ہیں؟ جو کچھ ہم سمجھتے ہیں وہ یہ ہے

کہ دعا کرنے والا اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے اور اسی سے اپنی ءحاجت طلب کرتا ہے اور اسی اللہ کے ولی کا وسیلہ پیش کرتا ہے اور یہ عرض کرتا ہے کہ اے اللہ تو نے اپنے اس بندۂ مکرم پر جو رحمت فرمائی ہے اور اس پر جو لطف و کرم کیا ہے اس کے وسیلہ سے میری اس حاجت کو پورا فرما کہ تو دینے والا کریم ہے دوسری صورت یہ ہے کہ وہ اس اللہ کے ولی کو نداء کرتا ہے اور اس کو مخاطب کر کے یہ کہتا ہے کہ اے بندۂ خدا اور اے اللہ کے ولی میری شفاعت کریں اور اللہ سے یہ دعا کریں کہ وہ میرا سوال اور مطلوب مجھے عطا کرے اور میری حاجت برلائے سو مطلوب کو دینے ولا اور حاجت کو پورا کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور یہ بندہ صرف درمیان میں وسیلہ ہے اور قادر، فاعل اور اشیاءء میں تصرف کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اولیاء اللہ، اللہ تعالیٰ کے فضل، سطوت قدرت اور غلید میں فانی اور ہالک ہیں اور ان کو اب قبر میں افعال پر قدرت اور تصرف حاصل ہے اور نہ اس وقت قدرت اور تصرف حاصل تھا جب وہ زندہ تھے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

نیست صورت استمداد مگر ہمیں که محتاج طلب کند حاجت خود از جناب عزت الٰہی بتوسل روحانیت بنده که مقرب و مکرم درگاه والا است و گوید خداوندابه برکت این بنده که تو رهمت و اکرام کر دئه اور ابر آور ده گردان هاجت مرا۔ یاندا کند آں بنده مقرب و مکرم راکه اے بندئه خداوولی وے شفاعت کن مرا و نجواه از خدائے تعالیٰ مطلوب مرا تا قضا کند حاجت مرا پس نیست بنده درمیان مگر وسیله و قادر و مصطی و مسئول پروردگار بست تعالیٰ شانهٗ و دوے هیچ شائبه مشرک

نیست چنانچه منکر وہم کردہ وآں چنا نست که توسل و طلب دعا از صالحال و دوستان خدادد حالت حیات کند وآں جائز ست باتفاق پس آں چرا جائز نبا شد و فرقے نیست دراروا ج کاملاں در حسین حیات و بعد از ممات مگر به ترقی کمال

(فتاوٰی عزیز یہ ج 2ص108)

ترجمہ: مدد طلب کرنے کی صورت صرف یہی ہے کہ ضرورت منداپنی حاجت کو اللہ تعالیٰ سے اس نیک بندے کی روحانیت کے وسیلے سے طلب کرے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں مقرب ومکرم ہے اور کہے خداوندا اس بندے کی برکت سے کہ جس پر تو رحمت واکرام فرمایا ہے میری حاجت کو پورا فرمایا اس مقرب بندہ کو پکارے کہ اے بندۂ خدا اور اللہ کے ولی میرے لیے شفاعت کر اور اللہ تعالیٰ سے دعا کر کہ میرے مقصد کو پورا فرمائے لہٰذا بندہ درمیان میں صرف وسیلہ ہے قادر دینے والا اور جس سے سوال کیا گیا ہے خدائے تعالیٰ ہی ہے اس میں شرک کا شائبہ تک نہیں جیسا کہ وسیلہ کے منکر نے وہم کیا ہے یہ اسی طرح ہے کہ نیک لوگوں اور للہ تعالیٰ کے دوستوں کو ظاہری زندگی میں وسیلہ بنایا جاتا ہے ان سے دعا طلب کی جاتی ہے اور یہ بالا تفاق جائز ہے تو وفات کے بعد وہی بات کیوں جائز نہ ہوگی؟ کاملین کی ارواح میں ظاہری زندگی اور وفات کے بعد صرف اتنا فرق ہے کہ انہیں اور زیادہ کمال حاصل ہو جاتا ہے۔

عبدالحق محدث دھلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

وتوسل بوے صلی اللہ علیه وسلم موجت قضائے حاجت و سبب نجاج مرام است (جذب القلوب ص 220)

ترجمہ: حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے وسیلہ چاہنا حاجت پوری ہونے کا سبب اور مقصد میں کامیابی کا باعث ہے۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں

دیگر سلوات اللّٰہ علیہم بعداز وفات جائز است سیّد انبیا بطریق اولیٰ جائز باشد

(جذب القلوب ص 221)

ترجمہ: جب دیگر انبیاء علیہم السلام سے بعد وفات توسل جائز ہوا (جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے) تو سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد وفات توسل بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا۔

اکابرین دیو بند کے عقائد

ابن تیمیہ کا عقیدہ

فنقول قول السائل للّٰہ تعالیٰ اسئلك بحق فلان و فلان من الملائكة والانبياء والصاطين وغير ہم اوبجاه فلانن اوبحرمة فلان يقتفى ان ہئولاء لهم عند اللّٰه جاه و هذا صحيح

(فتاوٰی ابن تیمیہ ج 1ص 211)

ترجمہ: ہم کہتے ہیں کے سائل جب اللہ تعالیٰ سے کہتا ہے کہ میں تجھ سے فلاں کے وسیلہ اور فلاں فرشتے کے وسیلہ اور انبیاء و صالحین کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں یا فلاں شخص کی حرمت و وجاہت کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں تو اس شخص کی اس دعا کا تقاضہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان مقربین جنکا وسیلہ پیش کیا گیا ہے وجاہت و عظمت ہو اور ایسی دعا کرنا صحیح ہے۔

غیر مقلد قاضی شوکانی کا نظریہ

اقول و من التوسل بالانبياء ما اخرجهٗ الترمذی وقال حسن صحيح غريب و النسائی و ابن ماجة و ابن خزيمة فی صحيحهٖ و الحاكم وقال صحيح علی شرط البخاری

(تحفة الزاكرين ص 37)

ترجمہ: میں (علامہ شوکانی) کہتا ہوں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا وسیلہ پیش کرنے کے جواز پر امام ترمذی کی حدیث بہت بڑی دلیل ہے جو انھوں نے پیش کی اور کہا کہ یہ حدیث حسن، صحیح، غریب ہے اور امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اسے لکھا ہے اور امام حاکم نے فرمایا کہ بخاری کی شرط پر یہ حدیث صحیح ہے۔

غیر مقلد وحید الزمان کا عقیدہ

اذا ثبت التوسل بغیر اللّٰہ فای دلیل بخصه بالاحیاء ولیس فی الثر غمر ما یول علی منع التوسل بالنبی و هوا نما توسل بالعباس لا شراکه فی الدعاء مع الناس والانبیاء احیاء فی قبور هم و کذا الشهداء والصّالحون (ہدیة المهدی ص 49-47)

ترجمہ: جب غیر اللہ کا وسیلہ ثابت ہے تو پھر اس وسیلہ کو زندوں کے ساتھ مخصوص کرنے پر کون سی دلیل ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے جو دعا کی تھی وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے وسیلہ کے عدم جواز پر دلیل نہیں بن سکتی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے اس لیے دعا کی تھی تاکہ حضرت عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عوام الناس کے ساتھ دعا میں شریک کر سکیں اور انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اسی طرح شہدا وصالحین بھی زندہ ہیں۔

اشرف علی تھانوی کا نظریہ

توسل باطی و بالمیت (زندہ اور میّت کو وسیلہ بنانا) دونوں جائز ہیں اور یہاں جس نوع کا توسل تھا کہ حضرت عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی اور اس دعا کو وسیلہ بنایا یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس لیے نہ ہوسکتا تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دعا کرنا علم واختیار سے خارج تھا۔ پس اس

سے مطلق توسل بالمیّت کا عدم جواز لازم نہیں آیا باقی صحابہ علیہم الرضوان سے خود ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ توسل کرنے کی تعلیم فرمائی۔

(امداد الفتاوٰی ج 5 ص 89)

رشید احمد گنگوھی کا عقیدہ

توسّل خواہ احیاء سے ہو یا اموات سے ذوات سے ہو یا اعمال سے اپنے اعمال سے ہو یا غیر کے اعمال سے بحر حال اسکی حقیقت اور ان سب صورتون کا مرجع توسل برحمۃ اللہ تعالیٰ ہے بایں طور کہ فلاں مقبول بندہ پر جو رحمت ہے اس کے توسل سے دعا کرتا ہوں۔ (احسن الفتاوٰی ج ا ص 322)

خلیل احمد سھارن پوری کا عقیدہ

ہمارے نزدیک اور مشائخ کے نزدیک دعاؤں مین انبیاء وصلحاء و اولیاء وشہداء و صدیقین کا توسل جائز ہے۔ انکی حیات میں یا بعد وفات بایں طور کہے

''یا اللہ میں فلاں بزرگ کے توسل سے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت براری چاہتا ہوں۔ (المھند ص 31)

اشرف علی تھانوی کا نظریہ

نقشۂ نعل مقدس حضور سرور دو عالم مخر بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہایت قوی ابرکت سریع الاثر پایا گیا ہے اسی لیے اسلامی خیر خواہی باعث اس کی ہوئی کہ تمثال خیر النعال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کی نذر کی جائے کہ اپنے پاس رکھ کر برکات حاصل کریں اور اسکے کے توسل سے اپنے حاجات ومعروضات جنابِ باری تعالیٰ میں قبول کرائیں۔

پھر لکھتے ہیں

بہتر یہ ہے کہ آخر شب میں اٹھ کر وضو کر کے تہجد جس قدر ہو سکے پڑھے

اسکے بعد گیارہ بار کلمہ طیبہ، گیارہ بار استغفار پڑھ کر اس نقشے کو باادب اپنے سر پر رکھے اور بتضرّع تمام جناب باری تعالیٰ میں عرض کرے کہ الٰہی جس مقدس پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نقشہ نعل شریف کو سر پر لیے ہوں ان کا ادنیٰ درجے کا غلام ہوں، الٰہی اس نسبت غلامی پر نظر فرما کر بہ برکت اس نعل شریف کے میری فلاں حاجت پوری فرما۔ (زاد اسعید ص 20 نیل الشفاص 2)

محمد سرفراز خان صفدر کا عقیدہ

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء و اولیاء و صدیقین کا توسل جائز ہے انکی حیات میں یا بعد وفات کے باین طور کہ کہے کہ یا اللہ میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت برائی چاہتا ہوں اسی جیسے اور کلمات کہے چنانچہ اسکی تصریح فرمائی ہے ہمارے شیخ مولانا شیخ محمد اسحاق دہلوی ثم المکی نے پھر مولانا رشید آحمد گنگوہی نے بھی اپنا فتاوٰی میں اسکو بیان فرمایا ہے جو چھپا ہوا آجکل لوگون کے ہاتھ میں موجود ہے اور یہ مسئلہ اسکی پہلی جلد کے صفحہ نمبر 43 پر مذکور ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے (تسکین الصدور ص 413)

محمد قاسم نانوتوی کا نظریہ

بحق الاکه اوجان جهان است فدائے روضئه اش هفت آسمان است به آن کو رحمة اللعالمین است به درگا بهت شفیع المذنبین است به حق سرور عالم محمد به حقِ برتر عالم محمد۔

به ذات پاك خود کاں اسل هستی است از و قائم بلند یهاوپستی است به حق شیر یزداں شاه مرداں در علم لدنی فیض رحماں به حق خواجه مودود چشتی که سگ رافیض

او ساز و بہشتی بہ حق اں کہ شاہ اولیاء شد دراوبوسہ گاہ اولیاء شد معین الدین حسن سنجر کہ برخاک نہ دیدہ چرخ چوں اومرد چالاک۔ (قصائد قاسمی ص 6)

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کرتے ہوئے کہتے ہیں) اس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل جو جہاں کی جان ہیں جن کے روضہ انور پر آسمان وزمین قربان ہیں (میری آرزو پوری کر) وہ نبی ﷺ جو سارے جہانوں کیلئے رحمت ہیں اور تیری درگاہ میں گناہگاروں کے شفیع ہیں ان کے طفیل جو عالم کے سردار ﷺ ہیں اور جہان بھر سے اعلیٰ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں وہی جن کی ذات اقدس تمام کائنات کی جڑ ہے اور جن سے تمام بلندیاں اور پستیاں قائم ہیں۔

اور اس شیر یزداں شاہ مرداں (یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے طفیل جو علم لدنی اور فیض رحمانی کے دروازے ہیں۔

اور حضرت خواجہ مودود چشتی کے طفیل جن کا فیض کتے کو بہشتی بنا دیتا ہے اور ان کے طفیل جو اولیاء اللہ کے بادشاہ ہیں اور جنکی درگاہ اولیاء اللہ کی بوسہ گاہ ہے۔

یعنی حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری کہ اس زمین وآسمان پر انکا ثانی نہیں دیکھا۔

اسماعیل دھلوی کا نظریہ

قطبیت و غوثیت و ابدالیت و غیر ہاہمہ
از عہد کرامت مہد حضرت مرتضیٰ تا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
دنیا ہمہ بواسطئہ الیشان است و در سلطنت
دخلے اس کہ برسیا حسین عالم ملکوت محفی نیست

(صراط مستقم ص 58)

ترجمہ: قطبیت غوثیت اور ابدالیت وغیرہا تمام مناصب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہء مبارکہ سے لیکر دنیا کے اختتام تک سب انہیں کے وسیلہ وواسطہ

سے ہیں اور سلاطین کی سلطنت اور امیروں کی امیری میں انہیں ایسا دخل ہے جو سیاحین عالم ملکوت پر ظاہر ہے۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔

طالب کو چاہیے کہ پہلے باوضو دوزانو بطورِ نماز بیٹھ کر اس طریقہ کے بزرگوں حضرت معین الدین سنجری اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمہم اللہ وغیرہ حضرت کے نام کا فاتحہ پڑھ کر بارگاہ خداوندی میں ان بزرگوں کے توسط اور وسیلہ سے التجا کرے اور نیاز بے انداز اوزاری بے شمار کے ساتھ اپنے کام کے فتح باب کے لیے دعا کر کے ذکر دوضربی شروع کرے۔

(صراط مستقیم اردو ص 221)

حسین آحمد مدنی کا نظریہ

یہ مقدس اکبر ہمیشہ اولیاء کرام رحمہم اللہ وانبیاء عظا علیہم السلام سے توسل کرتے رہتے ہیں اور اپنے مخلصین کو اس کی ہدایت کرتے رہتے ہیں۔

(شہاب ثاقب ص 56)

اعتراضات کے جوابات

غیر اللہ سے توسّل کے بارے میں معترضین طرح طرح کے اعتراض کر کے وسیلہ کا انکار کرتے ہیں لہٰذا قارئین کی خدمت میں انکے اعتراضات کے جوابات پیش کئے جاتے ہیں۔

تمام اعتراضات اور انکے جوابات حکیم الامت مفتی آحمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالہ ''وسیلہ اولیاء اللہ'' سے ماخوذ ہیں۔

اعتراض: رب تعالیٰ کفار کا کفریہ عقیدہ بیان کرتا ہے

''ما نعبد ھم الّا لیقر بو نا الی اللّٰہ زلفیٰ''

یعنی ہم نہیں پوجتے ان کو مگر اس لیے کہ ہمیں ربّ تعالیٰ سے قریب کر دیں معلوم ہوا

کہ کفار بتوں کو خدا نہیں مانتے مگر خدا رسی کا وسیلہ سمجھتے تھے جسے شرک کہا گیا ہے لہٰذا کسی کو وسیلہ سمجھنا شرک ہے۔

جواب: اسکے دو جواب ہیں ایک یہ کہ وسیلہ ماننے کو ربّ عزوجل نے کفر نہیں فرمایا بلکہ ان کے پوجنے کو شرک کہا فرمایا ''نعبدھم'' ہم اس لیے انہیں پوجتے ہیں کسی کو پوجنا واقعی شرک ہے اگر کوئی عیسیٰ علیہ السلام یا کسی ولی کی عبادت کرے وہ مشرک ہے الحمدللہ مسلمان کسی وسیلہ کی پوجا نہیں کرتے۔

دوسرے یہ کہ مشرکین نے بتوں کو وسیلہ بنایا جو خدا کے دشمن ہیں مسلمان اللہ کے پیاروں کو وسیلہ سمجھتا ہے وہ کفر اور یہ ایمان۔ دیکھو مشرک گنگا کا پانی لاتا ہے تو مشرک اور مسلمان آب زمزم لاتے ہیں وہ مومن ہیں

کیونکہ مسلمان آبِ زمزم کی اسلیئے تعظیم کرتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ پانی حضرت اسماعیل علیہ السلام کا معجزہ ہے اور پیغمبر کی تعظیم ایمان ہے اسی طرح مشرک ایک پتھر کے آگے سر جھکاتا ہے وہ مشرک آپ بھی کعبہ کے سامنے سجدہ کرتے ہیں بلکہ مقام ابراھیم کو سامنے لے کر حج میں نماز پڑھتے ہیں آپ مومن ہیں کیوں؟ اسلیے کہ کافر کے پتھر کو بت سے نسبت ہے اسی لیے وہ اس تعظیم سے کافر ہے اور ان چیزون کو نبیوں علیہم السلام سے نسبت ہے انکی تعظیم عین ایمان ہے۔

وسیلہ دو قسم کا ہے وسیلہ ہدٰی، اور وسیلہ ہوٰی۔

یعنی ہدایت کا وسیلہ اور گمراہی کا وسیلہ۔ نبی، ولی، الہام، وحی، ہدایت کا وسیلہ ہے اور بت شیطان وسوسے گمراہی کے وسیلے ہیں ایت پیش کردہ میں وسیلہ ہوٰی کو اختیار کرنا کفر ہے وہی اس آیت (جو اعتراض میں پیش کی گئی) میں مراد ہے۔

اعتراض: ربّ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''سواء علیھم استغفرت لھم ام لم تستغفر لھم لن یغفر اللہ لھم'' برابر ہے کہ اپ ان کیلیے دعا مغفرت کریں یا نہ کریں اللہ تعالیٰ

نہیں بخشے گا معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعا مغفرت کا وسیلہ نہیں جب آپ ﷺ کی دعا کا وسیلہ نہیں تو دیگر اولیاء رحمہم اللہ کا ذکر ہی کیا ہے۔

جواب: یہ آیت ان منافقین کے حق میں اتری ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے منکر تھے اور دیوبندیوں کیطرح براہ راست ربّ تک پہنچنا چاہتے تھے اسی آیت سے پہلے یہ ہے۔

”و اذا قیل لهم تعلوا یستغفرلکم رسول اللّٰه لوّ و روسهم ورایتهم یصدّون وهم مستکبرون“

جب ان منافقوں سے کہا جاتا ہے کہ آؤ رسول اللہ ﷺ تمہارے لیے دعائے مغفرت کریں تو ااپ سے یہ لوگ یعنی منافق منہ موڑ لیتے ہیں اور غرور کرتے ہوئے حاضری بارگاہ سے رک جاتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ اے محبوب ﷺ جو آپ ﷺ سے بے نیاز ہوں اور آپ ﷺ اپنی رحمت سے ان کیلئے دعائے مغفرت کر بھی دیں ہم تو انہیں نہیں بخشیں گے کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ کوئی تمھارے وسیلہ کے بغیر جنت میں جائے۔

اس آیت سے تو وسیلہ کا ثبوت ہے نہ کہ نفی۔

اعتراض: ربّ تعالیٰ قیامت کے بارے میں رفرماتا ہے۔

یوم لا بیع فیه ولا خلّة ولا شفاعة اور کہیں فرماتا ہے فما تنفعهم شفاعة الشافعین۔

یعنی اس دین نہ تجارت ہوگی نہ دوستی کام آئیگی نہ کسی کی سفارش معلوم ہوا کہ قیامت میں سارے وسیلے ختم ہو جائیں گے۔

جواب: یہ سب آیتیں کافروں کیلئے ہیں مسلمانوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں اسلیے آگے ربّ عزوجل فرماتا ہے۔

”والکافرون هم الظلمون“ اور کافر ظالم ہیں

مسلمانوں کیلئے ربّ فرماتا ہے۔

''الا خلدء یومئذ بعضهم بعض عدوّ الّا المتّقون''

اس دن سارے دوست دشمن بن جائیں گے۔ سوا پرہیزگاروں کے۔

کفّار کی آیت مومن پر پڑھنا بے دینی ہے نیز فرماتا ہے۔

''یوم لا ینفع مال ولا بنون الّا من اتی اللّٰه بقلب سلیم''

اس دن مال واولاد کام نہ آئے گی سوا اس کے جو ربّ کے پاس سلامت دل لے کر آوے معلوم ہوا کہ مومن کا مال واولاد قیامت میں کام آویں گے۔

اعتراض: قرآن کریم فرماتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کنعان کی شفاعت فرمائی تو آپ علیہ السلام سے فرمایا گیا

''یا نوح انّه یس من اهلك انّه عمل غیر صالح''

اے نوح علیہ السلام یہ آپ علیہ السلام کے گھر والوں سے نہیں اسکے اعمال خراب ہیں معلوم ہوا کہ عمل خراب ہونے پر نبی ولی وسیلہ نہیں

جواب: جی ہاں، اس کنعان کا عمل خراب یہ تھا کہ وہ نبی علیہ السلام کے وسیلے کا منکر تھا اور طوفان آنے پر وہ آپ علیہ السلام کے دامن میں نہ آیا۔

حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا تھا

یابنیّ ارکب معنا ولاتکن مع الکٰفرین

یعنی اے بیٹا ہمارے ساتھ سوار ہو جا کافروں کے ساتھ نہ رہو تو اس نے جواب دیا

''قال ساوی انی جبل یعصمن من السماء''

میں پہاڑ کی پناہ لے لوں گا وہ مجھ کو پانی سے بچالے گا۔

اس لیے غرق ہو گیا اب جو نبیوں علیہم السلام کے وسیلے کا منکر ہے وہ اس سے عبرت پکڑے اس آیت میں تو وسیلہ کا ثبوت ہے نہ کہ انکار اگر حضرت نوح علیہ السلام کا وسیلہ قبول کر لیتا تو ہرگز غرق نہ ہوتا۔

اعتراض: حضرت ابراہیم علیہ اسلام نے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے لیے دعا کرنا چاہی تو فرما دیا گیا

''اے ابراہیم انکے لیے دعا نہ کرو۔ان پر عذاب آ کر ہی رہیگا''

دیکھو پیغمبر علیہ السلام کی دعا غیر قبول ہوئی

جواب: قوم لوط کافر تھی اور کفار کیلئے کوئی وسیلہ مفید نہیں کیونکہ وہ نبی کے وسیلہ کے منکر ہوتے ہیں قرآن فرماتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ناراض ہو کر سامری سے فرمایا۔

''اذهب فانّ لك فى الحيٰوة ان تقول لا مساس''

خبیث تجھے اپنی زندگی میں یہ نوبت پہنچ جائیگی کہ تو لوگوں سے کہتا پھرے گا کہ مجھ کو کوئی نہ چھونا۔

کلیم صلوات اللہ علیہ وسلامہ کے منہ سے یہ نکلی ہوئی بات ایسی درست ہوئی کہ اس کے جسم میں یہ تاثیر ہوگئی کہ جو اس سے چھوتا اُسے بھی بخار ہو جاتا اور خود سامری کو بھی۔ان خدا تعالیٰ کے پیاروں کی زبان کا یہ عالم ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے رہیں ان کی وہ دعائیں جو ان کے خلاف ربّ کا فیصلہ ہو چکا ہو اور قلم چل چکا ہو اگر پیغمبر ایسی دعا کریں تو انھیں سمجھا کر روک دیا جاتا ہے اس روکنے میں انکی انتہائی عظمت کا اظہار ہوتا ہے یعنی اے پیارے یہ کام نہیں ہو سکتا کیونکہ ناممکن ہو چکا ہے اور ہمیں یہ منظور نہیں کہ تمھاری زبان خالی جاوے لہٰذا تم اس بارے میں دعا ہی نہ کرو۔

اعتراض :حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قحط کے موقع پر حضرت عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے بارش مانگتے تھے اور فرماتے تھے۔''الٰہی ہم اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے بارش مانگتے تھے بارش بھیجتا تھا اور اب ان کے چچا کے وسیلے سے بارش مانگ رہے ہیں بارش بھیج پس بارش آتی تھی۔ معلوم ہوا کہ

وفات یافتہ بررگوں کا وسیلہ پکڑنا منع ہے۔ زندوں کا وسیلہ پکڑنا جائز دیکھو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پردہ فرمانے کے بعد حضرت عباس رجی اللہ تعالیٰ عنہ کا وسیلہ پکڑا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا وسیلہ چھوڑ دیا۔

جواب: اس کے دو جواب ہیں ایک الزامی دوسرا تحقیقی۔ الزامی جواب تو یہ ہے کہ اگر وفات یافتہ بزرگوں کا وسیلہ پکڑنا منع ہے تو چاہیے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے بعد کلمہ شریف میں سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسم شریف علیحدٰہ کر دیا جاتا صرف لا الہٰ الّا اللہ رکھا جاتا اور التحیات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام بند کر دیا جاتا درود شریف ختم کر دیا جاتا۔ کیونکہ یہ سب حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے وسیلہ ہی تو ہیں حالانکہ یہ سارے کام باقی رہ گئے معلوم ہوا کہ وسیلہء مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بعد وفات بھی ویسے ہی ہے۔

قرآن پاک فرمارہا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے والی اُمتیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اسم شریف کے وسیلہ سے دعائیں مانگتی تھیں۔

''وکانو امن قبل یستفتحون علی الّذین کفروا''

اور اس سے پہلے وہ اسی نبی ﷺ کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات کے بعد مسلمانوں کی امداد فرمائی کہ پچاس نمازوں کی پانچ کرادیں بتاؤ یہ وفات یافتہ بزرگوں کا وسیلہ ہے کہ نہیں نیز جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے پہلے ان کے اسم مبارک کے وسیلہ سے دعائیں قبول ہوتی تھیں تو کیا اب ان کے اسم شریف کی تاثیر بدل گئی ہرگز نہیں دوسرا تحقیقی جواب یہ ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان یہ بتارہا ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقہ سے انکے اولیاء کا بھی وسیلہ جائز ہے یعنی وسیلہ نبی سے خاص نہیں حضرت عباس نبی نہ تھے ولی تھے۔

نیز یہ بھی معلوم ہورہا ہے کہ جس کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے

نہیں بلکہ روٹی کو احتیاج ہے۔

اعتراض: وسیلہ کے مسئلہ سے لوگ بدعمل ہو جائیں گے جب انھیں خبر ہو گی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بخشوالیں گے تو پھر عمل کرنے کی زحمت کیوں گوارہ کریں؟

جواب: یہ اعتراض ایسا ہے جیسے آریہ کہتے ہیں کہ توبہ کے مسئلے سے بدعملی اور زکوٰۃ کے مسئلے سے بیکاری بڑھ جاتی ہے کیونکہ جب مسلمانوں کو خبر ہے کہ توبہ سے گناہ بخشے جاتے ہیں تو پھر خوب گناہ کر کے توبہ کرلیا کریں گے۔ اور جب غریبوں کو خبر ہو کہ مالداروں کی زکوٰۃ ہزاروں روپیہ سالانہ نکلتی ہے پھر کمائی کیوں کریں جب ملے یوں تو محنت کرے کیوں؟

جناب جیسے توبہ کی قبولیت کا یقین نہیں مالداروں کی زکوٰۃ ملنے کا یقین ملے یا نہ ملے۔ ایسے ہی اگر بدعملی کی گئی تو یقین نہیں وسیلہ نصیب ہو یا نہ ہو میں تو کہتا ہوں کہ وسیلہ کے انکار سے بدعملی بڑھے گی کیونکہ جب گنہگار شفاعت سے مایوس ہو گا تو خوب گناہ کرے گا کہ دوزخ میں تو جانا ہی ہے لاؤ دس گناہ اور کرلو۔

جب تک بلّی کو جان بچنے کی اُمید رہتی ہے تب تک چیتے سے بھاگتی ہے مگر جب پھنس کر جان سے مایوس ہو تو چیتے پر حملہ کر دیتی ہے کیونکہ مایوسی دلیری پیدا کرتی ہے

اعتراض: ربّ تعالیٰ فرماتا ہے

''اللہ جسے چاہے گا بخشے گا اور جسے چاہے عذاب دیگا''

جن نبیوں علیہم السلام اور ولیوں رحمہم اللہ کو تم مغفرت کا وسیلہ سمجھتے ہو خود انکی مغفرت یقینی نہیں۔ نہ معلوم انکی بخشش ہو یا نہ ہو۔ اگر وہ تمھارے وسیلے ہیں تو بتاؤ اگر خدا تعالیٰ انہیں پکڑے تو ان کا وسیلہ کون بنے گا۔

جواب: اسکے دو جواب ہیں ایک عالمانہ دوسرا صوفیانہ

عالمانہ جواب یہ ہے کہ بندے تین طرح کے ہیں ایک وہ جنکے جہنمی ہونے

کی خبر دی گئی جیسے ابولہب اور اسکی بیوی جمیلہ
دوسرے وہ جنکے جنتی ہونے کی خبر دی گئی
جیسے انبیاء علیہم السلام وصحابہء کرام علیہم الرضوان وغیرہ
تیسرے وہ جن کے متعلق کوئی خبر نہ دی گئی جیسے ہم لوگ

پہلی جماعت کا دوزخی ہونا اور دوسری جماعت کا جنتی ہونا ایسا ہی یقینی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک ہونا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا سچا ہونا ایسی ہی اسکی صفت ہے جیسے اسکا ایک ہونا۔

تمھاری پیش کردہ آیات میں تیسری جماعت مراد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔صوفیانہ جواب یہ ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ربّ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اسے نیک اعمال کی توفیق دے کر جنتی بناتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے گمراہ کر کے جہنمی بناتا ہے۔

یعنی لوگوں کے جنتی ہونے اور جہنمی ہونے کا ارادہ ہو چکا۔قیامت میں اسکا ظہور ہوگا ہر ایک کے متعلق قلم چل چکا ہے یہ مطلب نہیں کہ جس نیک وکار کو چاہے جہنمی کر دے اور جس کافر کو چاہے جنتی بنادے بلکہ جس کو جہنمی ہونا چاہ چکا وہ جہنمی ہو چکا اور جسکو وہ جنتی ہونا چاہ چکا وہ جنتی ہو چکا اب اسکا برعکس ہونا اس آیت کے خلاف ہوگا۔

خلاصہ ء کلام

الحمد اللہ عزوجل ہماری اس بحث سے یہ مسئلہ روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام،اولیائے عظّام رحمھم اللہ اور مخلصین کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بطور وسیلہ پیش کرنا جائز و مستحسن ہے۔اس وضاحت کے بعد اگر اسکا کوئی انکار کرتا ہے تو ہم اسے ہٹ دھرمی پر ہی محمول کریں گے اور اسکے لیے فقط ہدایت کی دعا ہی کی جاسکتی ہے ورنہ اور کوئی علاج نہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد اللہ ربّ العالمین